محمد عمر فاروق

لازوال بہاریں

لوگ اگر سوال کرتے ہیں تو یہ اُن کا حق ہے۔ وہ بجا طور پر پوچھتے ہیں کہ پاکستان کے مطلب یعنی لاالہٰ الا اللہ کا کیا ہوا؟ عوام پر عدل وانصاف کی حکمرانی کا خواب کیونکر تعبیر نہ پا سکا وغیرہ۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ عوام کی یہ آواز اُن اقتداریوں کی سماعتوں تک کیسے پہنچ پائے کہ ذاتی مفاد اور شخصی جاہ واقتدار کی مدھر تانوں کے سوا جن کے کان کسی اور صدا سے آشنا ہی نہ ہوں اور جب اُن کے منہ سے نکلا ہوا ہر حرف قانون اور ہر جائز وناجائز عمل آئین ٹھہرے تو پھر کس کی مجال ہے کہ کوئی ان فرزندانِ اقتدار کے ان منفی رویوں پر اعتراض کر سکے یا کوئی سوال ہی اٹھا سکے۔

دعویٰ یہ ہے کہ پاکستان ایک جمہوری ملک ہے اور جمہور کو آزادیٔ رائے اور تنقید کا حق حاصل ہے۔ حالانکہ انصاف کی آنکھ سے دیکھا جائے تو اس ملک میں نہ تو کبھی جمہوریت آئی ہے اور نہ ہی عوام کو آزادیٔ رائے کا حق حاصل ہوا ہے۔ بلکہ یہاں پر ابتداء سے تادمِ تحریر سول اور فوجی بیوروکریسی اور جاگیردار و سرمایہ داروں کا ہی نظامِ حکومت رائج رہا ہے۔ مگر سب جمہوریت ہی کی علمبرداری کے دعویدار رہے ہیں۔ بالفرض ان کے اس دعوے کو مان بھی لیا جائے تو ان کی جمہوریت بھی ایسی رہی ہے کہ جس میں اس طبقے نے تمام قومی وسائل کو ذاتی تصرف میں لا کر مخلوقِ خدا کو فاقوں بھری زندگی سے دوچار کر کے رکھ دیا ہے۔ دور کیوں جایئے کیپٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی حالیہ جاری کردہ اس رپورٹ پر ہی ایک نظر ڈال لیجیے، جس کے مطابق ''۱۹۹۷ء سے گزشتہ چھ برسوں کے دوران ارکان قومی اسمبلی کے بجلی کے بلوں، ایئر کنڈیشننگ لفٹوں، قالینوں اور پردوں کی تبدیلی اور سفیدیاں و پینٹنگ کرانے پر 15.8 ملین روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ ان اخراجات میں 21.9 ملین کی قلیل رقم بھی شامل ہے۔ جو پہلے دو سال میں خرچ کی گئی، جبکہ ملک میں جمہوریت تھی اور پارلیمنٹ بھی کام کر رہی تھی۔ گزشتہ دس ماہ میں ارکان پارلیمنٹ پر 68 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔''

عوام یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ اس نام نہاد جمہوری نظام نے آخر انہیں کیا دیا ہے، دکھ، پریشانی، بے سکونی، 'لاقانونیت، بدامنی، ناانصافی، حق تلفی......؟ یہ حکمرانوں کے وہ کانٹوں بھرے تحفے ہیں جو زندگی کے آخری سانس تک ان کا مقدر بنا دیئے گئے ہیں اور اس پر ظلم یہ کہ نالہ وفریاد کی بھی اجازت نہیں ہے، بلکہ عذاب سہنا اور گھٹ گھٹ کر مر جانا گویا اُن کا نصیب ہو گیا ہے۔ لیکن پرویز مشرف پھر بھی یہ کہتے ہیں کہ ''مغرب چاہتا ہے کہ میں ملک وقوم کی خدمت کے لیے اقتدار میں رہوں۔'' جنابِ صدر! آپ کبھی اس امر پر بھی توجہ فرما لیتے کہ کیا عوام بھی آپ کو اقتدار میں دیکھنا چاہتے ہیں تو شاید آپ کو اپنی قدر و قیمت کا اندازہ ہوسکتا، ایئر کنڈیشنڈ گاڑیوں اور یخ بستہ بنگلوں میں بیٹھ کر اور آسائشات کی فراوانیوں کے جی بھر کر مزے لیتے ہوئے اخباری بیان دینے والوں کو یہ کیسے معلوم اور محسوس ہوسکتا ہے کہ اکیسویں صدی میں پہنچ کر بھی ہماری ملکی آبادی کا کتنا بڑا حصہ زندگی کی بنیادی

سہولتوں سے ہی محروم ہے۔ دو وقت کا کھانا تو درکنار پینے کا صاف پانی اور سر چھپانے کے لئے سرکنڈوں کی چھت بھی آج تک انہیں میسر نہیں ہو سکی ہے۔

ملکی سرمائے کو جس بے دریغ انداز میں اپنے اللّوں تللّوں پر شاہی لٹیروں نے برباد کیا ہے۔ اس کی مثال غیر مہذب معاشروں میں بھی ملنا مشکل ہے۔ کرپشن اور لوٹ مار کے ریکارڈ اس طرح توڑ ڈالے گئے ہیں کہ شیطان بھی ششدر و حیران ہو کر رہ گیا ہے' امیر تو امیر تر ہوتے جا رہے ہیں' مگر غربت کا گراف جس تیزی سے نیچے گرتا جا رہا ہے۔ عوام کے نمائندوں کو اس کی کیا خبر؟ پاکستان میں غریبوں کی تعداد ۳۵ فیصد تک جا پہنچی ہے۔ اس میں سے وہ بدنصیب لوگ ہیں' جنہیں دو وقت کا کھانا بھی میسر نہیں ہے۔ کیونکہ ملک میں رائج طبقاتی نظامِ تعلیم کی بدولت غریب تعلیم یافتہ نوجوان کے لئے سرکاری ملازمت' ملنے کا تصوّر ہی محال ہو گیا ہے' جس کا نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان میں ہر سال پانچ لاکھ نوجوان روزگار کی عمر تک پہنچ کر بیروزگاروں کی فوج میں داخل ہو رہے ہیں۔

ایک دانشور نے ملکی اقتدار کی مثلث کچھ اس طرح بنائی تھی اور کیا خوب بنائی تھی' یعنی جاگیردار' سرمایادار + بیوروکریسی' فوج + طبقاتی نظامِ تعلیم۔ فی الواقعہ ان عناصر ثلاثہ نے پاکستان کے وجود کو بے جان کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔ اور حالت یہ ہے کہ ملک بیرونی قرضوں کے جال میں بری طرح جکڑا جا چکا ہے۔ ناقص خارجہ و داخلہ پالیسی نے وطنِ عزیز کا انجر پنجر ہلا کر رکھ دیا ہے۔ جس کا ثمر یہ بر آمد ہوا ہے کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہوتے ہوئے ہر سال نصف کھرب روپے سے زائد کی خوردنی اشیاء (گندم' خوردنی تیل' پان' چائے وغیرہ) دوسرے ممالک سے درآمد کرتا چلا آ رہا ہے۔ ملکی بجٹ کا خسارہ ۵۰۔ ارب روپے ظاہر کیا جاتا ہے۔ جبکہ مذکورہ اشیاء ہی تقریباً ۶۴۔ ارب روپے کے لگ بھگ ہیں۔

تسلیم کہ بابو اور بی بی کی جمہوریت نے عوام کو کچھ نہیں دیا تو موجودہ نیم فوجی اور نیم جمہوری حکومت کی بدولت اس خزاں رسیدہ چمن میں بادِ نو بہاری کے کون سے جھونکے آئے ہیں۔ اللہ کو حاضر و ناظر جان کر فرمائیے کہ گیس کی قیمتوں میں کمی کی خوشخبری اور اشیائے خورد و نوش کی دستیابی و ارزانی کی آپ کی نویدیں محض اخباری بیانات تک ہی محدود نہ رہیں' جبکہ مفلوک الحال لوگ آج بھی فاقہ کشی' بیروزگاری' ناانصافی اور بے سکونی سے لاچار ہیں۔ اللہ کی مخلوق انسانوں ہی کے ہاتھوں تباہی سے دوچار ہے۔ تھر کے بدنصیب خطّے میں آج بھی قحط اور خشک سالی کی جان لیوا آزمائش طاری ہے' لیکن حکمران خوش ہیں کہ ملک میں جمہوریت کا دور دورہ ہے۔ ممبرانِ اسمبلی کے چہروں پر غضب کی لالی ہے کہ اُن کے الائنسوں اور مراعات میں اضافہ کر دیا گیا ہے اور جمہوریت کا دیوا استبداد فاقہ کشوں کی موت کا رقص دیکھ رہا ہے۔

بدقسمتی کی انتہا یہ ہے کہ حکمران اور حزبِ اختلاف اسمبلی کو بازیچۂ اطفال بنائے ہوئے ہیں اور وہ اقتدار کے کھیل میں اس اکثریتی مظلوم طبقے (عوام) کو سراسر بھول چکے ہیں۔ جن کے شانوں پر سوار ہو کر ہی وہ ان ایوانوں میں دادِ عیش دے رہے ہیں اگر یہی جمہوریت ہے تو اس پر ہزار بار اللہ کی لعنت! کہ جو انسان کو سکون کی چند ساعتیں بھی نہ دے سکے۔ اور اللہ کے عطاء کردہ دین پر کروڑوں رحمتیں ہوں' جو بندے کو خدا سے ملاتا اور انسانیت سے روشناس کراتا ہے۔ جس کی لازوال بہاریں ہر دم فرحت و انبساط کی خوشبوئیں لٹاتی پھرتی ہیں۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ کیا تم شعور نہیں رکھتے؟